

درس ترمذی شریف

افادات: حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ

ضبط و ترتیب: مولانا مفتی عبدالمعین حقانی

معاون مفتی دارالافتاء جامعہ حقانیہ

اسلامی معاشرہ کے لازمی خدوخال جامع امام ترمذی کے ابواب البر والصلۃ کے درسی افادات

باب ما جاء فی قول المعروف بہلائی کی بات کرنے کا بیان

حدثنا علی بن جعفر ثنا علی بن مسهر عن عبد الرحمن بن اسحاق عن النعمان بن سعد عن علی قال: قال رسول الله ﷺ - إن فی الجنة غرفاً تری ظهورها من بطونها و بطونها من ظهورها: فقام أعرابی فقال: لمن هی یا رسول الله؟ فقال لمن أطاب الكلام وأطعم الطعام و أدام الصيام و صلى باللیل والناس نيام.... هذا حدیث غریب لا نعرفه إلا من حدیث عبد الرحمن بن اسحاق۔

ترجمہ: حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت میں کچھ بالا خانے ایسے ہیں کہ ان کے باہر کو اندر سے اور اندر سے باہر کو دیکھا جاسکتا ہے۔ تو ایک اعرابی نے اٹھ کر کہا: اے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ یہ بالا خانے کس کے لئے ہیں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (یہ اس کے لئے ہیں) جس نے اچھی بات کہی اور کھانا کھلایا اور ہمیشہ روزہ رکھا اور رات کو نماز پڑھی جبکہ لوگ سوئے ہوئے ہوں۔..... یہ حدیث غریب ہے، ہم اسے حدیث عبد الرحمن بن اسحاق کے علاوہ کسی اور طریق سے نہیں پہچانتے۔

جنت کے شفاف محلات کس کے لئے ہیں؟

اس باب میں بعض نیکی کے کام کرنے والوں کا اخروی اجر و صلہ بیان ہوا ہے کہ جنت میں کچھ ایسے بالا خانے ہیں جن کے اندر کو باہر کی طرف سے اور باہر کو اندر کی طرف سے دیکھا جاسکتا ہے اور یہ بالا خانے ان لوگوں کو ملیں گے جو اچھی اور نرم بات کرتے ہیں۔ اور لوگوں کو کھانا کھلاتے ہیں اور روزے زیادہ رکھتے ہیں اور رات کو نماز پڑھتے ہیں جبکہ عام لوگ سو جاتے ہیں۔

یعنی یہ بالا خانے ایسے شفاف ہوں گے کہ ان کے درود یوار سے آگے کی چیزیں نہیں چھپ جائیں گی جیسا کہ آج کل اس کے کچھ نظائر دنیا میں بھی موجود ہیں۔ بعض محلات کے کمروں میں چاروں طرف ایسے صاف اور شفاف شیشے لگے ہوتے ہیں کہ ان کے اندر کو باہر سے اور باہر کو اندر سے آسانی کے ساتھ دیکھا جاسکتا ہے، تو جنت کے محلات اس سے زیادہ شفاف اور خوبصورت ہوں گے۔ کیونکہ وہ خوبصورتی میں تو سونے اور چاندی کے بنے ہوئے ہوں گے اور شفافیت میں شیشے کی طرح ہوں گے جیسا کہ جنت کے برتنوں کی صفت کو قرآن کریم نے اس طرح بیان فرمایا ہے۔

کانت قواریرا ° قواریرا من فضة (الایة) یعنی وہ شے کے ہوں گے۔ ایسا شیشہ جو کہ چاندی کا ہو یعنی خوبصورتی اور چمک دمک اس میں چاندی کی ہو گی، اور اس کے باوجود شے کی طرح شفاف بھی ہوں گے۔

لمن أطاب الكلام:

یہ بالا خانے اس کے لئے ہوں گے جو نیکی اور بھلائی کی بات کرتا ہو یعنی جو اچھے اخلاق رکھتا ہو، خوش کلام ہو اور ہر کسی سے نرم، میٹھی اور وعظ و نصیحت کی بات کرتا ہو، تند خو اور بد زبان نہ ہو، فحش گوئی اور بے ہودہ گوئی سے اجتناب کرتا ہو۔

وأطعم الطعام:

اور جو کھانا کھلاتا ہو یہ عام ہے۔ اپنے اہل و عیال کو فراخ دلی سے اور ثواب کے ارادے سے کھانا کھلاتا، فقراء و مساکین کو کھلاتا اور دوستوں، مہمانوں کو کھلاتا سب اس میں داخل ہے۔ لوگوں کو کھانا کھلاتا مسلمان کی ایک بہترین صفت ہے۔ ارشادِ ربانی ہے: **وَيَطْعَمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا** (الایۃ)

وأدام الصيام:

اور ہمیشہ روزہ رکھا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے روزے رکھنے کی عادت بنالی ہو۔ اور فرض روزے کو ہمیشہ کے لئے رکھا ہو اور فرض کے بعد نفلی روزے بھی کثرت سے رکھتا ہو اور بعض محدثین کے نزدیک اس کا کم سے کم اندازہ یہ ہے کہ ہر مہینہ میں تین روزے ضرور رکھے، چنانچہ احادیث میں ہر مہینہ میں تین روزے رکھنے کو صوم الدھر (دائمی روزہ) کہا گیا ہے۔ یہ معنی اس لئے اختیار کیا گیا کہ حقیقتاً دوام کے ساتھ روزے رکھنے کو بعض روایات میں ممنوع قرار دیا ہے۔ نیز حقیقتاً دوام میں تو ایام منہیہ بھی داخل ہیں حالانکہ اس میں روزہ رکھنا بالاتفاق ممنوع ہے۔

وصلی باللیل والناس نيام:

اور جو رات کو نماز پڑھتا ہو، اللہ تعالیٰ اس کو عفو و مغفرت عطا فرمائے گا۔

ایسی عبادت ہے کہ اس میں ریا و نمود نہیں ہوتی۔ تنہائی اور رات کی تاریکی میں جبکہ عام لوگ سو رہے ہیں اٹھ کر نماز پڑھنا خالص اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہوتا ہے۔ اور اس میں اخلاص زیادہ ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں رات کی خاموشی اور اندھیرا خواب اور آرام کے لئے زیادہ مناسب ہے اس حالت میں خواب کو چھوڑ کر نرم بستر سے اٹھ کر نماز پڑھنے میں مشقت اور تکلیف بھی زیادہ برداشت کرنی پڑھتی ہے۔ ایسے لوگوں کے لئے یقیناً ایسے شفاف محلات کا عطا ہونا ہی مناسب ہے جن میں روشنی ہی روشنی ہو اور آرام و سکون کے اسباب مہیا ہوں، کیونکہ انہوں نے اپنے آرام کو قربان کر کے رات کے اندھیرے میں اٹھ کر اللہ تعالیٰ کے ساتھ مناجاتیں کیں۔ فَبَانَ الْجَزَاءُ مِنْ جَنَسِ الْعَمَلِ۔

باب ما جاء فی فضل المملوک الصالح

نیک کردار غلام کی بہتری کا بیان

حدثنا ابن أبي عمر، ثنا سفيان عن الأعمش عن أبي صالح عن أبي هريرة أن رسول الله ﷺ قال: نعم ما لأحدكم أن يطيع الله ويؤدى حق سيده“ يعنى المملوك۔ وقال كعب صدق الله ورسوله وفى الباب عن أبي موسى وابن عمر هذا حديث حسن صحيح۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ نے فرمایا: بہتر چیز (یعنی بہتر غلام) کسی آدمی کا وہ ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرتا ہو۔ اور اپنے آقا کا حق بھی ادا کرتا ہو۔ اور حضرت کعب الاحبارؓ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ نے سچ ہی فرمایا ہے۔ اور اس باب میں حضرت ابو موسیٰ اور ابن عمرؓ سے بھی روایت ہوئی ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

توضیح و شرح:

گزشتہ ابواب میں مالک کے لئے آداب کا ذکر ہو چکا ہے، کسی کو اللہ تعالیٰ نے بہت سے غلام نوکر و خادم دیئے ہوں تو اس کے لئے اپنے مملوک غلاموں کے ساتھ حسن سلوک اور نرمی کا معاملہ کرنا چاہیے، اس باب میں غلام اور اسی طرح نوکر اور خادم کے لئے آداب مذکور ہیں کہ غلام اور خادم کو چاہیے کہ پہلے اپنے خالق اور حقیقی مالک کے احکامات کو بجالائے اور اس کے ساتھ ساتھ اسے آقا اور مجازی مالک کی خدمت کا حق بھی ادا کرے۔ تو یہ بہترین غلام اور خادم ہے اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ جو غلام اپنے رب کی اطاعت و عبادت بھی اچھے طریقے سے بجالائے اور اپنے آقا

اور مالک کی خدمت کا حق بھی ادا کرے تو اس کے لئے دوہرا اجر ہے اور اس باب کی دوسری حدیث میں بھی ایسے غلام کے لئے یہ اجر و ثواب مذکور ہے کہ وہ قیامت کے دن مشک کے ٹیلوں پر ہوگا۔

خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت جائز نہیں:

پس غلام خادم اور نوکر کے لئے ضروری ہے کہ دونوں قسم کے حقوق کا لحاظ رکھے، ایسا نہ ہو کہ آقا اپنے غلام کو یا افسر اپنے نوکر اور خادم کو یہ کہے کہ نماز مت پڑھو اور بس میری خدمت کرو اور میرا کام بجالاؤ تو غلام نوکر اور خادم بھی اس کے حکم کو اپنے لئے سند جواز قرار دے کر یہ سمجھے کہ بس میرے لئے نماز معاف ہے۔

اپنے وقت پر نماز پڑھنا، یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے، اپنے بندوں کو، پس کسی بھی مخلوق کے کہنے پر نماز کو ترک کرنا جائز نہیں ہو سکتا۔ حدیث پاک میں ہے کہ لا طاعة لمخلوق فی معصیۃ الخالق (الحدیث) یعنی خالق کی نافرمانی میں کسی بھی مخلوق کی اطاعت جائز نہیں، خواہ وہ مخلوق حکمران اور امیر ہو یا ماں باپ۔ خواہ پیر ہو یا استاذ۔ خواہ آقا ہو یا افسر، البتہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور معصیت کے علاوہ ہر حکم میں اولوالامر کی اطاعت واجب اور لازم ہے، اسی طرح ماں باپ، استاذ و شیوخ اور بڑوں کی فرمانبرداری کی دین اسلام تعلیم دیتا ہے، اور بڑوں کے احترام و فرمانبرداری کو مسلمان کا اخلاقی و دینی فریضہ قرار دیتا ہے، شرط یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں کسی کی فرمانبرداری نہ ہو۔

قال کعب صدق اللہ ورسولہ:

حضرت کعب الاحبارؓ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا ہے، اس جملہ میں لفظ ”اللہ“ اس لئے ذکر کیا گیا ہے کہ صحابہ کرام اور تابعین کا یہ پختہ یقین تھا کہ جناب رسول اللہ ﷺ جو کچھ فرماتے ہیں وہ اپنی طرف سے نہیں فرماتے بلکہ تشریع سے متعلق ان کے تمام فرمودات وحی ہوتے ہیں۔ اگرچہ ظاہر میں تو یہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے، اللہ تعالیٰ کا کلام نہیں لیکن

گفتہ او گفتہ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود

یا اللہ تعالیٰ کا نام تبرکاً ذکر کیا، اصل مقصود یہ ذکر کرنا تھا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے سچ ہی فرمایا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ”صدق اللہ ورسولہ“ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا، اس سے صرف اس حدیث میں ذکر شدہ مضمون مراد نہیں ہے بلکہ اس حدیث میں مذکورہ مضمون کی اہمیت کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کے تمام فرمودات اور رسول اللہ ﷺ کے تمام ارشادات مراد ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے جو کچھ بھی فرمایا ہے سچ فرمایا ہے، اس اعتبار سے کچھ اشکال وارد نہیں ہوتا ہے۔ اور یہی ظاہر ہے کہ مراد عام ہے، لیکن چونکہ اس خاص موقع پر کعب الاحبارؓ نے یہ ارشاد فرمایا، جس میں ”صدق اللہ ورسولہ“ کی طرف اشارہ ہے۔

نیک کردار غلام اور خادم کی اہمیت اور مسلمانوں کی ناعاقبت اندیشی:

حضرت کعب الاحبارؓ نے صدق اللہ ورسولہ کہہ کر جناب رسول اللہ ﷺ کا نیک غلام رکھنے کی جو ترغیب دی ہے اس کی اہمیت کو واضح کر دیا، کیونکہ ان کے زمانے میں کافر اور بدکردار غلاموں کی وجہ سے بہت ہی فسادات ظاہر ہوتے تھے، مثلاً حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کا ایک نصرانی غلام مدینہ منورہ میں رہتا تھا اس کا نام فیروز تھا اور کنیت ابولؤلؤ تھی اس بد بخت نے امیر المومنین خلیفہ ثانی حضرت عمرؓ پر صبح کی نماز پڑھانے کے دوران خنجر سے کئی وار کر کے زخمی کر دیا جس کے نتیجے میں کچھ دن بعد آپ شہید ہو گئے۔ ایک سیاہ بخت نصرانی غلام کے ہاتھوں امت مسلمہ حضرت عمرؓ جیسے خلیفہ و امیر سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ اور پوری امت کو بڑا صدمہ پہنچا۔ اور امت مسلمہ کا اتنا بڑا نقصان ہوا کہ وہ قیامت تک اس کی تلافی نہ کر سکے گی۔

لہذا غلام اور خادم بھی ایسے شخص کو بنانا چاہیے جو مسلمان ہو، نیک کردار اور با اعتماد ہو۔ جب غلام خادم اور نوکر کافر، بدکردار اور بد اخلاق ہو تو ان کی وجہ سے معاشرہ میں بد امنی بے اعتدالی اور فسادات پیدا ہوتے ہیں۔ اس زمانے میں بھی عالم اسلام میں نئی نسل اپنے مذہب اور عقیدے سے دور ہوتی جا رہی ہے۔ اس کا ایک بڑا سبب یہ بھی ہے کہ ان میں خادم نوکر اور کام کرنے والے لوگ غیر مذہب کے ہوتے ہیں۔ ذہنی غلامی اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ انجینئر کو اگر امریکا یورپ اور روس سے نہ لایا جائے تو ان کے کام پر اعتماد نہیں کرتے، اسی طرح ہر فن سے متعلق غیر ملکی اور غیر مذہب ماہرین پر اعتماد کیا جاتا ہے، حالانکہ مسلمانوں میں ہر قسم کے صلاحیتوں والے قابل ترین لوگ موجود ہیں لیکن ان کی حوصلہ افزائی نہیں ہو رہی، بلکہ حوصلہ شکنی ہو رہی ہے۔ اور یہی حوصلہ شکنی پھر ان کے عملی میدان میں پیچھے رہنے کا سبب بن جاتی ہے۔

اپنی غفلت کی یہی حالت اگر قائم رہی

لائیں گے غسال کا بل سے کفن جاپان سے

مالدار عرب ممالک میں غیر مسلم ملازمین کی وبا اور نقصانات:

اکثر عرب اور جو مسلمان ممالک مالدار ہیں ان کا یہی رویہ ہے کہ نوکر اور خادم غیر مذہب کے لوگوں کو رکھتے ہیں، یہودی، عیسائی، ہندو اور بد مذہب والوں کو رکھتے ہیں، اور اکثر سرکاری عہدوں پر بھی ایسے ہی لوگ ہوتے ہیں۔ اسی طرح یہ لوگ مسلمانوں کے اقتصادیات پر قابض ہو گئے ہیں، نیز گھروں میں ایسی عورتوں کو نوکرانی رکھتے ہیں جو کہ فلپائن، تھائی لینڈ، سری لنکا وغیرہ سے آئی ہوئی ہیں۔ بچوں کی پرورش بھی ایسی عورتیں کرتی ہیں، ایسے بچوں میں اسلامی سوچ اور اسلامی تہذیب کیسے آئے گی؟ جبکہ وہ ایسی عورتوں کی گود میں پرورش پالیتے ہیں جن کا عقیدہ، اخلاق اور عمل خراب ہیں، وہ صرف اس پر خوش ہوں گے کہ وہ عورتوں کو پرورش دے رہی ہیں۔ اور معمولی تنخواہ پر گھر کا چوکیدار باغ

کامالی، گاڑی کا ڈرائیور مل گیا ہے وہ یہ نہیں سوچتے کہ ان بد مذہب اور بداخلاق لوگوں کا میرے گھر والوں، بیوی بچوں کے اخلاقیات پر اور آپاس کے ماحول کے لوگوں پر کیا اثر پڑے گا۔ اس نا عاقبت اندیشی کی وجہ سے ان کے معاشرے میں اسلامی تہذیب ختم ہو رہی ہے اور بداخلاق و فحاشی روز افزوں ترقی پذیر ہے۔ زنا اور فحاشی کے مراکز قائم ہو گئے، حاصل یہ کہ ملازم و خادم اور نوکر رکھنے کے لئے ضرورت پیدا ہو رہی ہے، کیونکہ نہ سارے لوگ آقا اور مالک و مخدوم ہوتے ہیں نہ سب غلام، مملوک اور خادم، بعض مالک ہوں گے، بعض مملوک ہوں گے۔ بعض مخدوم ہوں گے بعض خادم۔ پس ان کے درمیان بے اعتدالی اور بے راہ روی ہونا نقصان دہ ہیں۔ ان کی اصلاح کی ضرورت ہے، اس وجہ سے جناب رسول اللہ ﷺ نے امت کی خیر خواہی کا حق ادا فرمایا، اور اچھے ملازم اور خادم رکھنے کی تعلیم دے کر آداب معاشرت کے ایک اہم پہلو کو واضح کر دیا، اور اس کی اہمیت کے پیش نظر حضرت کعب الاحبارؓ نے فرمایا، صدق اللہ ورسوٰہ، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا ہے۔ اگر ہم نے اسے ملحوظ رکھا ہوتا تو حضرت عمرؓ کے قتل کا المیہ پیش نہ آتا۔

حدثنا ابو کرب ثناو کعب عن سفیان عن ابی الیقظان عن زاذان عن ابن عمر قال: قال رسول اللہ ﷺ: ثلاثۃ علی کثبان المسک اراہ، قال یوم القیمۃ، عبد الی حق اللہ وحق مولیہ ورجل ام قوما وہم بہ راضون ورجل ینادی بالصلوات الخمس کل یوم ولیلۃ..... ہذا حدیث حسن غریب لانعرفہ الامن حدیث سفیان..... و ابو الیقظان اسمہ عثمان بن قیس۔

ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تین (قسم کے) آدمی مشک کے ٹیلوں پر ہوں گے۔ (زاذان کہتے ہیں کہ) میرا گمان ہے کہ (ابن عمرؓ نے) فرمایا، قیامت کے دن۔ (پس اس گمان کی صحت کی بناء پر معنی یہ ہوگا کہ تین قسم کے آدمی قیامت کے دن مشک کے ٹیلوں پر ہوں گے) ایک وہ غلام جو اللہ تعالیٰ کا حق بھی ادا کرے اور اپنے آقاؤں کا بھی، دوسرا وہ آدمی جو کسی قوم کی امامت کرے اور وہ اس کی امامت پر راضی ہوں، تیسرا وہ آدمی جو دن رات میں پانچوں نمازوں کیلئے (اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر) اذان دیتا ہو۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اسے حدیث سفیان کے علاوہ کسی اور طریق سے نہیں پہچانتے۔..... اور ابو الیقظان جو ہے ان کا نام عثمان بن قیس ہے۔
توضیح و شرح:

علی کثبان المسک: کثبان کثیف کی جمع ہے۔ کثیف ریت کی لمبی اور خدا ر ٹیلے کو کہا جاتا ہے۔

مولیٰ: مولیٰ کی جمع ہے مولیٰ آقا اور مالک کو بھی کہا جاتا ہے، نیز مملوک غلام اور آزاد کردہ غلام کو بھی کہا جاتا ہے حدیث میں مولیٰ اعلیٰ اور مولیٰ اسفل دونوں سے لیا جاتا ہے۔ مطابقت کی بناء پر ظاہر یہ معلوم

ہوتا ہے کہ یہاں مولیٰ اعلیٰ مراد ہے کہ جو غلام اپنے آقاؤں کا حق اللہ تعالیٰ کے حق ادا کرنے کے بعد ادا کرے ہو تو وہ مشک کے ٹیلوں پر ہوگا۔

تین قسم کے لوگ قیامت کے دن مشک کی ٹیلوں پر ہوں گے۔

اس حدیث میں تین قسم کے لوگوں کے لئے قیامت کے دن بڑے اعزاز کی خوشخبری سنائی گئی ہے کہ قیامت کے دن جو بڑی تختیوں اور ہولنا کیوں کا دن ہے۔ اسی دن یہ لوگ مشک کے ٹیلوں پر سیر و تفریح کرتے ہوئے خوشی سے رہیں گے۔ ان میں سے ایک وہ غلام جو اللہ تعالیٰ کی عبادت و طاعت کا حق بھی ادا کرے اور اپنے آقا کی خدمت کا حق بھی۔ دوسرے وہ عالم قرآن ہے جو کہ کسی قوم کی امامت کرے اور ایسے حسن و خوبی کے ساتھ کرے کہ وہ قوم اس کی امامت پر راضی ہو۔

امام مسجد کے لئے جائز حدود کے اندر اپنی قوم کی مرضی کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ امام محلہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ جائز حدود کے اندر اپنی قوم کے جذبات و احساسات کا خیال رکھے۔ اور بلا ضرورت قوم کو کسی تکلیف اور پریشانی میں مبتلا نہ کرے۔ نماز اس طرح پڑھے کہ نماز کے فرائض واجبات و آداب کا بھی لحاظ رکھے اور بہت طویل ہونے کی وجہ سے قوم کے ضعیف اور کمزور افراد کو تکلیف بھی نہ ہو۔ فقہاء کرام نے لکھا ہے کہ امام کے لئے نماز کو طویل کرنا کہ قوم کو تکلیف ہو یا قوم کی غلبت کی وجہ سے نماز کو بہت مختصر کرنا دونوں مکروہ ہیں۔ بعض لوگ موروثی طور پر مسجد پر قابض ہوتے ہیں۔ اور اہلیت نہ ہونے کے باوجود بزدلی سے مسجد کی امامت کو صرف اس وجہ سے اپنا حق سمجھتے ہیں کہ میرے باپ دادا اس میں امامت کرتے چلے آئے ہیں، بے علمی اور بد عملی کی وجہ سے نا اہل ہونے کے باوجود ایسا کرنا بہت بڑا ظلم یا تو اپنے آپ میں اہلیت پیدا کر کے محبت کے ساتھ لوگوں کو متفق کر کے جماعتی نظام کو درست رکھے، ورنہ امامت کو چھوڑ دے تاکہ کوئی دوسرا اہل شخص اس دینی فریضہ کو انجام دے، بصورت دیگر ویرانی مسجد اور جماعتی نظام کے خراب ہونے کا سارا وبال اس کے سر ہوگا۔ جس طرح اچھے طریقے سے امامت کرنا بڑا ثواب کا کام ہے اسی طرح اس منصب کے حقوق کو پامال کرنا بہت بڑا جرم بھی ہے۔

تیسرا وہ آدمی جو بیچ وقتہ نماز کے لئے مسجد میں اذان دیتا ہو یہ بہت بڑا اجر و ثواب کا کام ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف لوگوں کو بلانے کی آواز سب سے اچھی آواز ہے۔ ایک حدیث میں یہ مضمون ذکر ہوا ہے کہ اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اذان دینے میں کتنا اجر و ثواب ہے اور پھر وہ اسے بغیر قرعہ اندازی کے حاصل نہ کر سکتے ہوں تو وہ اس کے لئے قرعہ اندازی بھی کریں گے۔